

ڈاکٹر عظمت ب

اسٹنٹ پروفیسر اردو

لاہور کالج، اے خواتین یونیورسٹی لاہور

ادبی تحقیق کے مسائل اور ان کا حل رشید حسن خاں کی کتاب ”ادبی تحقیق مسائل اور تجزیہ“ کے حوالے سے

Rasheed Hassan Khan is one of the prominent experts in Research, Tadveen e Matn and Imlaa of Urdu. He has edited the basic and important Urdu manuscripts such as "Fasana-e-Ajjaeb", "Bagh-o-Bahaar", "Sehr ul Bayan", "Gulzar e Naseem" and others. He is very particular regarding the references given in the text; he also set some basic Research rules and principles.

(رشید حسن خاں شاہ جہاں پور (یو۔ پی) میں ۱۰ جنوری ۱۹۳۰ء کو پیدا ہوئے۔ ان کے والد امیر حسن خاں پولیس میں & انسپکٹر تھے۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو انگریزی تعلیم کو سمجھتے تھے۔ انھوں نے رشید حسن خاں کو شاہ جہاں پور کے عربی مدرسہ بحر العلوم میں داخل کرا دیا جہاں وہ ۱۹۳۹ء تک تعلیم رہے۔ دوسری جنگ عظیم کا آغاز ہو چکا تھا اور شاہ جہاں پور کی آرڈر S فیکٹری میں کارکنوں کی بھرتی کی جا رہی تھی۔ گھر کے معاشی حالات بھی کچھ اچھے نہ تھے یوں وہ ۱۹۳۹ء کے ۵% میں اس فیکٹری میں آئے۔ معمولی ورکر کی حیثیت سے بھرتی ہو گئے۔ اس فیکٹری میں ۱۹۴۱ء کے ۵% میں چھپ چھپا کر پہلی مزدوری 2 بنائی گئی۔ چند سال بعد اس فیکٹری میں یو 2 کی طرف سے ہٹل کی گئی جو ۳۴ دن تک چلتی رہی۔ رشید صاحب # اس وقت مزدوری 2 کے جوائنٹ سیکرٹری تھے، فیکٹری سے نکالے جانے والوں کی فہرست & میں ان کا سر فہرست & تھا۔ اس کے بعد وہ شہر کے عربی مدرسہ فیض عام میں عربی اور فقہ کی ابتدائی کتابیں پڑھانے کے لیے رکھ لیے گئے۔ اسی زمانے میں اسلامیہ ہائی سکولری سکول میں فارسی عربی کے استاد کے طور پر تقرر ہوا۔ اس 5 زمّت میں ان کے استاد مولوی محمد مجتبیٰ خاں کی کوششوں کا عمل دخل تھا۔ ان کے علمی اشتغال کا اصل زمانہ دہلی یونیورسٹی کا ہے جہاں وہ ۸ ستمبر ۱۹۸۹ء کو ریٹائرمنٹ کے بعد ۴ بجے شہر شاہ جہاں پور (یو۔ پی) میں مقیم ہو گئے۔ ۲۶ فروری ۲۰۰۶ء کو وفات پائی۔)

رشید حسن خان O، محقق، مدون اور ماہر 5 قواعد کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ ان کی اہم کتب درج ذیل ہیں:

توین:

فسالہ عجائب، انجمن ترقی اردو (ہند) نئی دہلی ۱۹۹۰ء، انجمن ترقی اردو لاہور ۱۹۹۰ء، یش اردو زار

لاہور ۱۹۹۰ء، سنگ میل X A لاہور

* ب. غ و بہار، نجم۔ قی اردو (ہند) نئی دہلی ۱۹۹۲ء، انجمن۔ قی اردو لاہور ۱۹۹۲ء، یش اردو۔ زار
لاہور ۱۹۹۲ء

مثنوی گلزارِ نسیم، انجمن۔ قی اردو (ہند) نئی دہلی ۱۹۹۵ء

مثنوی سحر البیان، انجمن۔ قی اردو (ہند) نئی دہلی، ۱۹۹۷ء

مثنوی شوق، انجمن۔ قی اردو ہند نئی دہلی، ۱۹۹۸ء

زُلم۔ مہ: انجمن۔ قی اردو ہند نئی دہلی، ۲۰۰۳ء

51 قواعد:

اردو 51 قی اردو بورڈ، نئی دہلی، ۱۹۷۷ء

اردو کیسے لکھیں؟، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی، ۱۹۷۵ء

* بن اور قواعد، (لغت، تلفظ اور قواعد شاعری) قی اردو بورڈ، نئی دہلی، اشا (۱) اول ۱۹۷۷ء، اشا (۲)
نئی ۱۹۸۳ء

اور تلفظ، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر نئی دہلی ۱۹۹۲ء

عبارت کیسے لکھیں، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی، ۱۹۹۲ء

تحقیق و تنقید:

ادبی تحقیق۔ مسائل اور تجزیہ، اشا (۱) اول ایجوکیشنل۔ ہاؤس ۱۹۷۸ء۔ اشا (۲) نئی دہلی، پبلش
اردو اکادمی لکھنؤ۔ تیسری اشا (۱) لاہور ۱۹۸۹ء۔

تلاش و تعبیر (تنقیدی مضامین)، دلی اردو اکادمی کی اعانت سے، ۱۹۸۸ء

تفہیم، (تنقیدی اور تحقیقی مضامین) مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی، ۱۹۹۳ء

اس کے علاوہ انتخاب *، سخ، انتخاب سودا، انتخاب شبلی، انتخاب نظیر اکبر۔ دی اور انتخاب مراٹھی / و
دیبر شامل ہیں۔

بہمنی یونیورسٹی، جموں یونیورسٹی، جواہر لال نہرو یونیورسٹی میں اصول تحقیق، مشرقی شعریات اور اصول
تحقیق ویزن پبلشر دیے۔ جگن۔ تھ آزاد لکھتے ہیں:

”رشد حسن خاں نے جو لیکچر دیے اور بلیک بورڈ پر الفاظ اور جملے لکھ کر جس طرح اپنی بحث کی وضاحت کی

اس سے جموں ڈویژن کے اساتذہ توفیق یاب ہوئے ہی، اس سمرانسی ٹیوٹ ورک شاپ کی خبریں

بھی ہندوستان میں اردو کے متعدد اخبارات میں شائع ہوئے۔^۱

اس طرح مختلف یونیورسٹیوں میں 5۱ اور تحقیقات وین کے موضوعات پر لیکچر دیے اور طلباء اور اساتذہ کے علم میں اضافہ کیا بلکہ اس طرح کے موضوعات پر کتابیں بھی لکھیں کہ بع اس سے استفادہ کر سکیں۔

پروفیسر آل احمد سرور کی نگرانی میں تیار کردہ علی اٹھ یونیورسٹی کی رتن ادب اردو جلد اول پر ماہنامہ تحریہ میں رشید حسن خاں کا تبصرہ شائع ہوا اور اس رتن کی خامیوں کو دو ٹوک الفاظ میں بیان کیا۔ اس تبصرے کے بعد ”صدق“ (۸ نومبر ۱۹۶۳ء) میں مولانا عبدالمبارک دہلوی کا ایہ بیان شائع ہوا جس میں انھوں نے رشید حسن خاں کے اس تبصرے کو سراہا۔ ۱۵ فروری ۱۹۶۴ء کو ”صدق“ میں مولانا عبدالمبارک دہلوی کی اسی سلسلے کی دوسری تحریہ شائع ہوئی جس میں انھوں نے اس رتن کی فروغ کے روک دیے جانے پر خوشی کا اظہار کیا۔

”بے شک یہ فیصلہ قابل مبارک دہے اور ملت کا صحیح احتجاج کامیاب رہا ہے لیکن اس کی اصلی دادر رشید حسن خاں صاحب کو ملنا چاہیے جن کا تبصرہ واقعی بصیرت افروز تھا۔ کیا اچھا ہو کہ اب کتاب A نیو ایم کے لیے جن صاحبوں کے سپرد کی جائے اس جما کے اے۔ رکن خود رشید حسن خاں صاحب ضرور ہوں۔“^۲

رشید حسن خاں نے فیض احمد فیض کی شاعری کی بن و بیان کی خامیوں اور ہمواریوں کی طرف اپنے کئی مضامین میں توجہ دلائی۔ تلاش و تعبیر میں لکھتے ہیں:

”فیض کی اکثر غزلیں سپاٹ اور سرسری اشعار کا مجموعہ ہیں۔ اس کے علاوہ بن و بیان کے ایسے معانی ان میں موجود ہیں کہ خوش مذاقی آنکھیں بند کر لیتی ہے۔ کہیں بندشیں سست ہیں، کہیں تعبیرات قص ہیں اور کہیں یہ صورت ہے کہ ایہ مصرع، اشعار ہوا ہے اور دوسرا مصرع اس کے، ان کا نہیں۔۔۔ بہت سے اشعار میں مفرد لفظوں اور ترکیبوں کے استعمال میں بے طرح بے پوائی سے کام لیا

H ہے جس کی وجہ سے بن و کعبہ عیب اور بیان کے واضح اسقام لگتے ہیں۔“^۳

ان کے اس تبصرے اور تنقید کا یہ فائدہ ہوا کہ اب بن و بیان کی خامیوں پر بھی فیض کی شاعری کو پڑھا جاتا ہے تو آنکھیں بند کر کے ان کی تعریف کے پل نہیں ہٹے جاتے بلکہ بن و بیان کی خامیوں پر بھی آئی جاتی ہے۔ ان ہمواریوں کی طرف ہماری توجہ نہ دلائی جاتی تو نئے شعرا اور قارئین کے لیے ان کے اشعار سند کی حیثیت اختیار کر جاتے اور اس طرح غلط اسناد کی روایت قائم ہو جاتی۔^۴ ہی کا یہ اہم کام رشید حسن خاں نے ادا کیا ہے۔

تنقید، تحقیق اور ادب کے الگ الگ شعبے ہیں۔ یہ آچہ۔ دوسرے سے مربوط ہیں، ایہ کے لیے دوسرے کی

ضرورت ہوتی ہے لیکن ان کی اپنی اپنی خصوصیات اور اپنے تقاضے ہیں۔ تنقیدی نقطہ A کے لیے تحقیق کی ضرورت تو ہوتی ہے لیکن اس کے لیے تنقیدی بصیرت کا ہونا ضروری ہے۔ اس طرح تحقیق کے لیے متعلقہ موضوعات کے بارے میں معلومات اور تحقیقی مزاج کا ہونا ضروری ہے۔ جبکہ وین میں اصل کتاب اور اہمیت متن، صحت متن اور متن کو منشاء مصنف کے مطابق پیش کرنے کی ہے۔

عربی میں قرآن چپ کی کتاب وین اور احادیث کے علوم کی صورت میں ہمارے چپ کی کتاب وین اور اصولی کتاب وین کا ایک قابل قدر سرمایہ موجود ہے۔ اردو میں بھی اس کتاب کی ضرورت محسوس کی گئی کہ کلا Q متون کی درجہ بندی وین کی جاسکے اور ان شاہکار داستانوں اور شاعری کی کتب کی کتاب وین کی جائے جو ہمارے » ب میں شامل تو ہیں لیکن ان کے متون کی کتاب وین اس حوالے سے نہیں کی گئی کہ اہم نسخوں کے تقابل سے صحیح ترین متن مراد کیا جاسکے۔

رشید حسن خاں، قاضی عبدالودود، مولانا عرشی، ڈاکٹر عبدالستار صدیقی اور حافظ محمود شیرانی سے متعلق ہیں لیکن وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ & سے پہلے تحقیق کی طرف * زنج پوری کی تحریروں نے متوجہ کیا۔ مدون کتب کے مقدموں کے علاوہ ان کی کتاب ”ادبی تحقیق مسائل اور تجزیہ“ A تی اور عملی تحقیق کے سلسلے میں اہم مقام کی حامل ہے۔

”ادبی تحقیق مسائل اور تجزیہ“ کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا حصہ A تی تحقیق کے مباحث # پر مشتمل ہے جبکہ دوسرے حصے میں چار کتب کا تجزیہ تحقیقی # از میں پیش کیا گیا ہے۔

پہلا مضمون ”کچھ اصول تحقیق کے بارے میں“ کے عنوان سے ہے جس میں تحقیق کی اہمیت، حوالوں کا 71 د، اسلامی روایت تحقیق اور اسلوب تحقیق کو بیان کیا گیا ہے۔ دوسرے مضمون بعنوان ”غیر معتبر حوالے“ میں حوالوں کو تین درجوں میں منقسم کر کے مستند حوالوں پر زور دیا ہے اور مثالوں کی مدد سے اپنے دلائل کو ثابت کیا ہے۔ ”تحقیق سے متعلق بعض مسائل“ میں اردو تحقیق اور جامعاتی سطح پر تحقیق سے متعلق مسائل اور ان کی وجوہات کے بیان کے ساتھ ساتھ ان کے حل کے لیے بھی تجاویز پیش کی ہیں۔ ”ت وین اور تحقیق کے رجحانات“ اور ”حوالہ اور صحت متن“ میں ت وین متن اور تحقیق کا ہی تعلق بیان کیا ہے نیز ت وین متن میں حوالوں کے معتبر ہونے پر زور دیا ہے۔

دوسرے حصے میں ذیل چار کتب کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے، ان کی خامیوں کی جانچ K\$، ہی کی گئی ہے اور ان کو بہتر کرنے کے لیے تجاویز بھی دی ہیں:

الف۔ دیوان غا (صدی # C (مالک رام)

ب۔ اردو شاعری کا انتخاب (ڈاکٹر محی الدین قادری زور)

ج۔ علی اکبر رتنی ادب اردو (آل احمد سرور، مجنوں گوربا ری)

د۔ رتنی ادب اردو (ڈاکٹر جمیل جالبی)

رشید حسن خاں نے تحقیق کی تعریف اور اس کے اصولوں کے بارے میں ان مضامین میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

ان اصولوں کو، M^{۳۰} جئے تو ان کے اصول تحقیق متعین کیے جا h ہیں۔ تحقیق کی تعریف کے لیے قاضی عبدالودود کا حوالہ دیتے ہیں کہ تحقیق کسی امر کو اس کی اصلی شکل میں دیکھنے کی کوشش ہے۔ اس تعریف کے 4۴ راج کے بعد اپنی رائے پیش کرتے ہیں:

کسی امر کی اصلی شکل کا تعین اُس وقت ہوگا۔ # اُس کا علم ہو۔ یہ صحیح ہے کہ کسی چیز کا معلوم نہ ہو، اُس کے نہ ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتا لیکن ادبی تحقیق میں کسی امر کا وجود بطور واقعہ اُس صورت میں متعین ہوگا۔ # اصول تحقیق کے مطابق اُس کے متعلق معلومات حاصل ہو۔“

تحقیق میں کچھ بھی حرفِ ۱۰۰٪ نہیں ہوتا۔ ہم حاصل شدہ معلومات کی روشنی ہی میں امور کو پکھا جاتا ہے۔ وہ + اور -

معلومات کو قبول کرنے والوں میں سے ہیں:

”تحقیق میں اصلیت کا تعین، اُس وقت۔۔۔ حاصل شدہ معلومات پر فہم ہے۔۔۔۔۔ # بھی ایسی نئی معلومات حاصل ہوں گی جو اصول تحقیق کے مطابق قابل قبول ہو تو اسے لازماً قبول کر لیا جائے گا اور اس کے مطابق صورت حال کو تسلیم کر لیا جائے گا، خواہ نئی معلومات پچھلے مسلمات کی تکذیب کرتی ہوں یا ان کی مزید تکذیب کرتی ہوں۔ اس کی مدد سے اضافے ممکن ہوں۔ دُعا یہ کہ عمل اسی طرح جاری رہے گا اور رد و قبول کے احکام بھی اسی طرح کارفرما رہیں گے۔“

تحقیق میں اسناد اور حوالوں کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔ سند کے بغیر کوئی بھی حوالہ معتبر نہیں ہوتا۔ رشید حسن حوالوں کے معتبر اور اولین آراء کے استعمال کے قائل ہیں اور اسے تحقیق کے لیے لازمی قرار دیتے ہیں:

تحقیق میں دعوے سند کے بغیر قابل قبول نہیں ہوتے اور سند کے لیے ضروری ہے کہ وہ قابل اعتماد ہو۔“

اردو ادب کے بیشتر محققین عربی اور فارسی کے عالم تھے، انھوں نے اردو تحقیق میں اسلامی روایات کو مد آ رکھا جس کی وجہ سے انھوں نے ابتداء ہی سے تحقیق کو سائنسی درجہ دلا۔ قرآن اور حدیث کے دین کا علم p والے یہ عالم اردو میں بھی انھی اصولوں کی پیروی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ حوالوں کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ان کی سند کے لیے روایات اور راوی کا ذکر رشید حسن خاں کرتے ہیں اور ان حالات کو لازمی قرار دیتے ہیں جن میں روایات کی گئی ہے:

”رواۓ کے سلسلے میں اس کی ۱۱ اہمیت ہے کہ راوی کون ہے۔ اس کے ساتھ اکثر صورتوں میں یہ معلوم ہوتا ہے بھی ضروری ہے کہ کن حالات میں رواۓ کی گئی تھی۔“

راوی کرنے والے لخص کئے۔ رے میں ان کا نقطہ A ہے کہ اس کی شخصیت کئے۔ رے میں علم ہوا، چاہیے۔ وہ لوگ جن کے متعلق یہ معلوم ہو کہ وہ واقعہ اشی اور داستان سرائی سے بھی کام لے تھے خوش گمان اور زود یقین تھے تو ایسے لوگوں کی آرا اور

۴۶

موت کے بعد بھی اچھا خاصہ وقفہ درکار ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اب۔۔۔۔۔ یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ جن ۱۰ لوگوں کو موضوع تحقیق H تو اُس انتخاب میں د* داری کی کسی مصلحت کو ضرور دخل تھا۔ بظاہر حالات خیال یہ ہے کہ آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ عملی طور پر بھی ا۔ ۱۰ ازستایش آ ی ہے۔ (مستثنیات آ ہیں تو ان سے بحث نہیں) ۱۲

تحقیق کا ا۔ اور اصول یہ متعین کیا ہے کہ اپنی دد ا & اور حافظہ بھروسہ کرنے کے بجائے خود اصل مآ: کو دیکھنا چاہیے اور پھر حوالہ دینا چاہیے کیونکہ حافظہ دھوکہ بھی دے سکتا ہے۔

”حافظ جس طرح مدد کیا کرتا ہے، اُسی طرح دھوکہ بھی دے سکتا ہے۔ رہا یہ ہوا ہے کہ دد ا & بھروسہ بھی کیا H اور کتاب دیکھنے پر معلوم ہوا کہ صورت حال مختلف تھی۔ حافظے سے مدد 8 چاہیے، آنکھیں بند کر کے اس پر اعتماد نہیں کرتا۔ چاہیے اور کتاب دیکھے بغیر کسی بھی کتاب کو حوالہ تحریر نہیں کرتا۔ چاہیے۔“ ۱۳

تحقیق کرنے والے کے لیے فارسی بن کی واقفیت بھی ہوتی ضروری ہے کیونکہ دد مآ: فارسی میں ہیں۔ ان فارسی متون کے جملے نوی مآ: میں شمار ہوں گے۔ ان تمام کے رے میں ان کا کہنا ہے:

”در حقیقت یہ ایسا فضول کام ہے جو فضول ہونے کے ساتھ ساتھ گمراہ کن بھی ہے۔“ ۱۴

تحقیق کی بن کے رے میں رشید حسن خاں نے جو کلیہ بیان کیا ہے وہ مثالی ہے:

”تحقیق کی بن کو امکان کی حد۔۔۔ آرائش اور مبالغے سے پاک ہوتا چاہیے اور صفاتی الفاظ کے استعمال میں بہت احتیاط کرتا۔ چاہیے۔ اردو میں تنقید جس طرح ۱۵، دازی کا آرائش کدہ بن کر رہ گئی ہے، وہ عبرت حاصل کرنے کے لیے کافی ہے اور تحقیق کو اس حادثے کا ۱۶ نہ نہیں دینا چاہیے۔“ ۱۵

وہ حوالے کے تین درجے بیان کرتے ہیں۔ مستند، معتبر، غیر مستند اور مشکوک۔ مشکوک اور غیر مستند کو انھوں نے ا۔ ہی درجہ میں رکھا ہے اور یہ نقطہ بیان کیا ہے کہ استدلال کی C مستند حوالوں پر رکھی جائے گی۔

”ا کوئی شخص غیر مستند مشکوک حوالوں کو بنائے استدلال بنائے گا تو اُس استدلال کا قابل قبول قرار دیا جائے گا۔“ ۱۶

حوالوں کے مستند ہونے کے حوالے سے مختلف مآ: کے ۱۷، ۱۸ کی ۱۹ ہی کی ہے۔ ان کے مطابق بیاضوں کے حوالے *۔ عموم مشکوک ہوتے ہیں۔ اس کی دلیل یہ دی ہے کہ بیاض مرثیہ کرنے کا کوئی طریقہ مقرر نہیں تھا، اصل چیز پسند کی جاتی تھی۔ بیاضوں کی طرح رسائل ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶

”جس طرح اولین آ: کے ہوتے ہوئے نئی آ: قابل قبول نہیں ہو h، اُسی طرح وہ آ: بھی استفادے اور استدلال کے کام نہیں آ h جو مشکوک ہیں * نئی حیثیت r p ہوں۔ بیاضوں کے مندرجات اور اس قبیل کے v مصادر عموماً مشکوک * پھر نئی آ: کے ذیل میں آتے ہیں، ان کا مطالعہ تو ضرور کرو۔ چاہیے 1 ان کو بنائے استدلال نہیں بچا چاہیے۔“ ۱۷

+ وین متن کے لیے تحقیق کو لازم قرار دیتے ہیں اور وین کو تحقیق سے آگے کی منزل قرار دیتے ہیں۔
”جو شخص شرائط تحقیق کو پورا کرے ہو اور ساتھ ہی اصول + وین سے پوری طرح واقف ہو اور اُس کا تجربہ بھی ۲ ہو * اُس کو ایسی M ملی ہو جو تجربے کا ل ہو سکے تو ایسا شخص + وین کا کام ۱۰ م دے سکتا ہے۔“ ۱۸

”حقائق کا * یفت اور صداقت کی تلاش بجائے خود مقصد ہے؛ # بھی دوسرے مقاصد کے حصول کے لیے تحقیق کو استعمال کیا جائے گا تو معیار تباہ ہو جائے گا اور اور آنکھیں ایمان داری کے نور سے محروم ہو جائیں گی۔“ ۱۹

اجتماعی تحقیق کرنے کا ا - اصول اور شرط جو رشید حسن نے بتائی ہے وہ یہ کہ کام کرنے والوں سے شخصی وفاداری کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ ایسی شخصی وفاداری جس سے وقار کا احساس ختم ہو جائے اور وہ ہر قسم کے کام کو بجالانے پر تیار ہو جائے، دوسری شرط یہ ہے کہ کام میں & کو. ب. کاثریہ سمجھا جائے نہ گران اعلیٰ صاحب مر M * م ہی ڈیا جائے۔
رشید حسن خاں کا اسلوب بہت & ہے، وہ سنجیدگی کے ساتھ تحقیق کے اصول اور مشکلات بیان کرتے ہیں * ہم اس سنجیدگی میں بھی وہ کہیں کہیں ایسے الفاظ و محاورات استعمال کرتے ہیں جن سے لطیف ۴ از. ہ ہے۔ یہ جملے ادبی چاشنی لیے ہوئے ہیں۔ ذیل میں چند مثالیں درج کی جا رہی ہیں:

”۔۔۔۔۔ بظاہر سارے حالات اس پہ دلا) کرتے ہیں کہ عبدالصمد، غا کا مخلوق ڈہنی تھا، اُس مشہور قول کے مطابق کہ: ضرورت، X دکی ماں ہوتی ہے۔“ ۲۰

”یہاں مجھے اُن لوگوں کی رائے سے کچھ سروکار نہیں جو ہر کرم خوردہ مخطوطے کو دستاویز مان ۱۶ ہیں اور ہر چھپی ہوئی اپنی کتاب کو قابل ۷۱ دیکھتے ہیں۔“ ۲۱

، جے کے سلسلے میں ا - تجویز یہ پیش کرتے ہیں کہ جے کے ساتھ ساتھ اصل متن کو بھی شامل کرو۔ چاہیے لیکن اس سے بھی پہلے متن کو اصول + وین کے اصولوں کے مطابق مر \$ کرو۔ چاہیے اور پھر اس تصحیح شدہ متن کا ترجمہ کیا جائے۔
رشید حسن خاں کا ۴ از مخاطب اور سمجھانے کا ہے۔ بعض مقامات پر تو یہ ۴ از گفتگو کی شکل اختیار کر 8 ہے۔
”جیسا کہ ہم & کو معلوم ہے، کسی متن کے مختلف خطی نسخوں سے استفادہ کرو۔ اور پھر اصول + تیپ متن

کے تحت متن کو مریکڑ، بجائے خود بہت کم کام ہے۔ اس طرح محض ۱۱٪ میں ذرا سی تبدیلی سے یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ ہاں، یہ نقصان ضرور ہوگا کہ کام جلدی نہیں ہوگا اور جن لوگوں کو کثرتِ لطف و تصنیف کا ہوکا ہے، ان کے لیے یہ طریق کار قطعاً قابل قبول ہے۔“ ۲۲

”پی ایچ ڈی کے طلبہ کا نگران ۱۱٪ اعزاز ہے، اس لیے اس شرف کا ضابطہ تقسیم ہوتی ہے۔“ ۲۳

”۔۔۔ یہ پھر یہ ہے کہ کسی ادارے سے، کسی اسکیم کے تحت معقول رقم مل چکی ہے اور اب اُس کا حساب کتاب لیا جائے۔“ ۲۴

”علمی اور تحقیقی کام اس طرح عالم وجود میں نہیں آتے کہ کچھ اور لے دوڑی۔“ ۲۵

”تحقیق بے حد صبر آزما کام ہے۔ عجلت اور خفیف الحراکتی اس کو راس نہیں آتی اور بل ہوسے اسے پُر ہے۔“ ۲۶

پانے زمانے کے ٹھگوں کا ذکر کر کے ان کا موازنہ اساتذہ سے کیا ہے لیکن بقول رشید حسن خاں ضابطہ اخلاق ان کے یہاں بھی ہوا کرتا تھا اور وہ لوگ اس کی پبندی کرتے تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ #۔۔۔ وہ اس کے پبند رہیں گے تبھی۔۔۔ کارڈ، ٹھیک ٹھاک رہے گا۔ اساتذہ کے رے میں لکھتے ہیں:

”کیسی عجیب بات ہے کہ تحقیقی کام کرنے والے، جن کے متعلق یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ وہ & سے زیادہ ایمان دار ہوں گے، وہی لوگ & سے زیادہ بے ایمان اور اخلاقیات سے بے آزار آتے ہیں۔“ ۲۷

اجتماعی تحقیق میں نگرانِ اعلیٰ صاحبِ مرتبہ M کے م کے راجہ ان الفاظ میں احتجاج کرتے ہیں:

”۔۔۔۔۔ اُن کی اخلاقیاتی کی کا حال یہ ہے کہ وہ اُس متاعِ غیر کو بے تکلف ہضم کر جاتے ہیں اور اس میں کچھ الٹی نہیں سمجھتے۔“ ۲۸

”تحقیق مزدوری نہیں ہوتی، جس کو شام۔۔۔ کچھ ہی ہے اور پھر معاوضہ لے کر اور & کچھ بھول کر الگ ہو جاتا ہے۔ اس میں آنکھوں کا تیل پٹکا پٹکا ہے اور دل خون کڑا پٹا ہے۔“ ۲۹

”معروف اہل قلم میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جن کی شہرت اور علمیت میں، اہل کی نسبت نہیں۔ شہرت بہت ہے، علمیت کم ہے۔ بہت کم۔ بس ڈھول بجاتا رہتا ہے اور آواز دہل از دور خوش &۔“ ۳۰

+ وین کے لیے تحقیق سے آگاہی کو لازمی قرار دیتے ہیں۔ مدون کا مزاج تحقیق آشنا ہے۔ چاہیے۔ لیکن صورت حال اس کے بالکل عکس ہے۔

”وہ جو کہتے ہیں کہ کرپلا اور ۱۱٪ صا۔“ ۳۱

تحقیق میں تنقیدی آرا کو منا & خیال نہیں کرتے کیونکہ ان کے مطابق تنقیدی سطح {نچ کا جس طرح تعین اور استخراج عمل میں آتا ہے اس کا اہم حصہ تعبیری ہوتا ہے اور یہ مسلم ہے کہ تعبیر کا اختلاف ہمیشہ کارفرما رہے گا۔
 ”تحقیق اور تنقید میں سے تحقیق کو اہم قرار دیتے ہیں اور O د کے لیے بھی لازم سمجھتے ہیں کہ وہ حقائق کو ملحوظ رکھے کیونکہ ان کو C د بنائے بغیر تنقیدی سطح قابل قبول {نچ کو پیش نہیں کیا جاسکتا۔ مزید لکھتے ہیں:

”ہو امیں / ہ لگا اور ر \$ پ دیوار کھڑی کڑ دوسری ت ہے۔“ ۳۲

دیوانِ غا (صدی ۱۱ C مرتبہ مالک رام پتھرہ کرتے ہوئے طنزیہ ۱۱ ازیں کہتے ہیں:

۱۱ وین کے طلبہ کے لیے زیر بحث نسخہ دیوانِ غا (کا مطالعہ اس لحاظ سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو یہ بت معلوم ہو کہ کسی دیوان کو کس طرح مر \$ نہیں کڑ چاہیے۔ اس اڈ C کے مر \$ نئے وین کے اصولوں کو جس طرح A ۱۱ از کیا ہے، اُس کی مثالیں کھیں ہیں۔“ ۳۳

”مر \$ نے چوہ اپنے نئے میں حواشی، اختلاف ۱۱ اور مقدمے کو شامل نہیں کیا، اس لیے وہ ایسے نہایت ضروری امور پ بحث کرنے سے محفوظ رہے ہیں۔ اس سے اُن کو آسانی تو بہت حاصل ہو گئی 1 دوسروں کے لیے الجھنوں کا سرمایہ فراہم ہا۔“ ۳۴

”اردو شاعری کا انتخاب مرتبہ ڈاکٹر محی الدین قادری زور کی خامیوں کی ۱۱ کی ہی مثالوں کے ساتھ کی ہے۔

”۔۔۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ انتخاب ہر طرح کی خامیوں سے بھرا ہوا ہے۔ مر \$ نے تحقیق اور وین کے آداب کی پ بندی کو قطعاً غیر ضروری سمجھا ہے، صحت متن کے وہ قائل نہیں معلوم ہوتے، تاہم کی ۱۱ کی ضروری نہیں سمجھتے اور واقعات اور سنن کی درستی کو اہمیت نہیں دیتے۔ یہی نہیں، انھوں نے غضب یہ کیا ہے کہ اشعار کے متن میں من مانی تبدیلیاں کی ہیں، دوسروں کی نظموں اور غزلوں پ اپنی طرف سے عنوان چسپاں کیے ہیں اور نظموں کی ہیئت کو بھی تبدیل کرنے سے ا یہ نہیں کیا ہے۔“ ۳۵

ڈاکٹر زور نے بھی مالک رام کی طرح کوئی حوالہ نہیں دیا۔ علی / ۱۱ رتخ ادب اردو“ کی غلطیوں اور خامیوں پ جھنجھلا جاتے

ہیں اور طنزیہ جملوں کی بھر مار کر دیتے ہیں:

”سو کے انتظار کے بعد اس رتخ کی پہلی جلد شائع ہوئی جس کو پھ کر & سے پہلا ۱۱، یہ ہوتا ہے کہ غالباً غلط نگاری کے کسی مقابلے میں حصہ ۱۱ کے لیے اس کو مر \$ کیا ہا۔“ ۳۶

اس رتخ میں کی گئی تحقیق، تنقید، اشعار اور حوالوں کے ۱۱ راج کی غلط کو بیان کیا ہے۔ مزید لکھتے ہیں:

”اغلاطبا ۱۱ کی کثرت نے رہی سہی کی کو بھی پورا کر ڈیا ہے۔ غلطیوں کی بہتات سے گمان یہ ہوتا ہے کہ پ و ف پ ھ ہی نہیں گئے۔“ ۳۷

اس کے بعد لکھتے ہیں:

”ایسی غلطیوں کی کثرت سے یہ فاہ ضرور ہوا ہے کہ مقالہ نگار، مر • اور کارکنانِ پِلیس، & سے کارکردگی میں توازن پیدا ہوا ہے۔“ ۳۸

”اس کتاب کا & سے زیادہ مضحکہ خیز حصہ اس کا اشاریہ ہے۔“ ۳۹

ڈاکٹر جمیل جالبی کی ”ریخ ادب اردو“ جو تبصرہ کیا ہے اس میں جمیل جالبی کی محنت اور تعلق خاطر کو سراہا ہے لیکن اس کی خامیوں کی جا بھی توجہ دلائی ہے۔ اس میں * نوی حوالوں کے استعمال کی جا \$ توجہ مبذول کرائی ہے، علم اللسان کو بھی A از کیا ہے۔ مثالوں کے ساتھ اپنے نکات کو رشید حسن خاں نے بیان کیا ہے۔ چوہ جیل جالبی کی محنت اور ادی کاوش کے معترف ہیں اس لیے اس تبصرے اور تجزیے کا * از طزیہ اور چہمتا ہوا نہیں ہے۔

رشید حسن خاں + تحقیق سے آگاہی ر p ہیں اور مثالوں کے ساتھ اپنے دلائل دیتے ہیں۔ مثلاً کلیات سودا کے مصطفائی اور نول کشوری اڈیشنوں میں الحاقی کلام کی * ہی کی ہے ہم ”نسخہ جونس“ کو الحاقی کلام سے چک قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح کلیات میر مرتبہ عبدالباری آسی کا تجزیہ کرتے ہوئے فی الحال اسی کو بہتر نسخہ قرار دیتے ہیں۔

”تحقیق میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اب - جو کچھ معلوم ہو چکا ہے، اُس پر اضافہ نہیں ہوگا۔“ - یہ نہیں ہو سکتی۔“ ۴۰

”تحقیق ادب وین کے سلسلے کی ای - شرط یہ بھی ہے کہ مالی منفعت کا ب - بیاں گیر نہ ہو۔ مالی منفعت بھی حاصل ہو جائے تو خوب بلکہ بہت خوب، 1 یہ نہ ہو کہ اُسی کی خاطر کام کیا جائے۔“ ۴۱

”ا تحقیق کو - ہے تو ق - بھی کو - ہوگی کیوہ ہوس کے مطالبوں کی کوئی انتہا نہیں ہوتی اور اُن مطالبوں کو پورا کرنے کے لیے بہت اچھا د * دا * ہے۔“ ۴۲

تحقیق کو کا a موسیقی کے مشابہ قرار دیتے ہیں جس میں غلت پسندی، بواہوسی اور خفیف الحركاتی کو مطلق دخل نہیں ہوتا۔ آدمی بس اُسی کا ہو کر رہ جا * ہے کیوہ یہاں شرک کی گنجائش نہیں ہے۔

رشید حسن خاں نے محققین کے تین زمرے بیان کیے ہیں

۱۔ ایسے افراد جو ادی حیثیت سے تحقیق کے فریضے کو * م دے رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو عشق اور ہوس کے فرق کو سمجھتے ہیں اور ما... بھی ہیں۔

۲۔ دوسری قسم میں وہ افراد شامل ہیں جو مختلف اداروں میں بعض منصوبوں کے تحت کام کر رہے ہیں۔ ان کاموں کا معیار مایوس کن ہے۔

۳۔ تیسرا وہ استادوں پر مشتمل ہے جو ملک کی اعلیٰ دانش گاہوں میں استادی کے منصب پر فائز ہیں

”ان میں سے اچھی خاصی تعداد تو اُن لوگوں کی ہے جو صرف ’صاحبِ اسناد‘ ہونے کے H گار

ہیں۔“ ۴۳

رشید حسن خاں تحقیق میں غیر جانبدار داری کے قائل ہیں۔ تحقیق میں غفلت اور حوالوں کے غیر مستند ہونے پر وہ تحریروں کی تنقید کا کہتا ہے۔ حافظ محمود شیرانی کو وہ تحقیق کا دین کا معلم اول قرار دیتے ہیں لیکن پنجاب میں اردو میں بیاضوں کے غیر مستند حوالوں کا کہتا ہے۔ جمیل جالبی کی رتبہ ادب اردو اور عبدالباری آسی کی مکمل شرح کلامِ غا میں بھی بیاضوں کے حوالے کو غیر مستند قرار دیتا ہے۔

جامعات میں تحقیق کی صورت حال کو بیان کیا ہے، وجوہات اور تجاویز بھی تفصیل سے دی ہیں۔ جامعات کو تحقیقی مقالوں کے کارخانے قرار دیتے ہیں۔ وہ تحقیق کا ۱۵٪ اب صورت حال میں استاد کو بھیجا۔ اے کے شریہ ٹھہراتے ہیں۔ وہ طالعی علموں کی تحقیق سے عدم دلچسپی اور واقفیت کو بھی مورد الزام ٹھہراتے ہیں۔ اس کا خاص طور پر ان کی تنقید کا کہتا ہے: ۴۴

”وہ اس کا کہتے ہیں کہ مشورے اور مرضی سے یہ بچے کچھ ہوتے ہیں ذمے داری ان کی ہے“ ۴۴

”ہمارے اکثر سینیئر اساتذہ کمیٹیوں کے ممبر ۱۵٪ اور ترقی کے سچے کرنے میں اس قدر مصروف رہتے ہیں

کہ لکھنے پڑھنے کے ”فالتو“ کاموں کے لیے اُن کے پاس وقت ہی نہیں ہوتا۔“ ۴۵

”۔۔ بہت سے ایم اے کے طلبہ میں سے صرف انہی کو تحقیق میں داخلہ دیا جائے جو واقعتاً اُس کے اہل

ہوں۔“ ۴۶

ابوللیٹ صدیقی کے مقالہ ”لکھنؤ کا ادبی شاعری“ پر تنقید کی ہے اور اسے ہر قسم کی غلطیوں سے آبرو

قرار دیتا ہے۔

”اس کو دیکھ کر واقعتاً عبرت حاصل کرنے کو جی چاہتا ہے۔“ ۴۷

ڈاکٹر وحید قریشی اور رشید حسن خاں اردو ادب کے مورخین ہیں۔ دونوں نے آئی اور عملی تحقیق کے عمدہ نمونے اپنی کتب میں پیش کیے ہیں۔

۱۔ ڈاکٹر وحید قریشی اور رشید حسن خاں جامعات میں ہونے والی تحقیق کی صورت حال کی خامیاں، وجوہات اور بہتری کی تجویز بیان کرتے ہیں۔

۲۔ تحقیق کے اصول اپنی تحریروں میں متعدد مقامات پر بیان کرتے ہیں۔

۳۔ حوالوں کے استعمال میں احتیاط کے قائل ہیں۔

۴۔ رتبہ سے حاصل ہونے والے {نچے زور دیتے ہیں۔

۵۔ دونوں محققین، مدون بھی ہیں لہذا دین کے اصول بھی اپنی تحقیقی تحریروں میں بیان کرتے ہیں۔

- ۵۔ عروض سے واقفیت p ہیں لہذا عملی تحقیق کے نمونوں میں ان کی یہ آشنائی بخوبی دکھائی دیتی ہے۔
- ۶۔ اسلوب شگفتہ اور لطیف ہے لیکن کہیں کہیں طنز کی کاٹ گہری ہو جاتی ہے۔
- ۷۔ دونوں محققین و مدو 2 ادب کے بڑے محرموں سے مرعوب نہیں ہوتے بلکہ ان کی خامیوں کو استدلال اور مثالوں کی مدد سے بیان کرتے ہیں۔
- ۸۔ دونوں کی تحقیقی تحریروں میں تجاویز و مشورے بھی ہیں جن کی مدد سے اردو تحقیق کی صورت حال بہتر کی جاسکتی ہے۔
- درجہ 1 لاماثلاث کے ساتھ ساتھ دونوں محققین کے طریق کار اور A میں فرق اور اختلافات بھی پتے چلتے ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔
- ۱۔ رشید حسن خاں اردو ادب کے مطالعے خصوصاً قدیم متون کے لیے محض فارسی سے واقفیت کو لازمی قرار دیتے ہیں اور اسی سے مثالیں دیتے ہیں جبکہ ڈاکٹر وحید قریشی فارسی، پنجابی، انگریزی، سندھی، دکنی وغیرہ کو جا... ہیں اور ان کے لسانی مطالعات پر یہ معتبر اور وقیع ہیں۔
- ۲۔ ڈاکٹر وحید قریشی تنقید اور تحقیق دونوں کے 5 پ کو ضروری خیال کرتے ہیں جبکہ رشید حسن خاں دونوں کو الگ شعبے قرار دیتے ہیں، تنقید کے لیے تو تحقیق کو ضروری سمجھتے ہیں لیکن تحقیق کے لیے تنقید کو منہ $\&$ خیال نہیں کرتے۔
- ۳۔ ڈاکٹر وحید قریشی 5 کے سلسلے میں متعادل رویہ اپناتے ہیں لیکن رشید حسن خاں کا 5 کا اپنا نقطہ A ہے جس سے بعض مقامات پر اختلاف $\#$ ہو جاتا ہے۔
- ۴۔ ڈاکٹر وحید قریشی کا اسلوب سادہ اور آسان ہے۔ چونکہ وہ ساری عمر درس و تدریس سے وابستہ رہے لہذا ان کا $\#$ از سمجھانے والا ہے، وہ ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جیسے طا (علموں کو سمجھا رہے ہوں، ان سے مخاطب ہوں جبکہ رشید حسن خاں کا اسلوب نسبتاً عالمانہ ہے، بعض مقامات پر تو فلسفیانہ بھی ہو جاتا ہے۔
- ۵۔ ڈاکٹر وحید قریشی جامعات اور اساتذہ کی تحقیقی کچوں کو بیان کرتے ہیں تو ان کا $\#$ از یہ دہ چھتا ہوا نہیں ہوتا کیونکہ وہ خود ساری عمر ان مشکلات سے نبرد آزما ہوتے رہے ہیں لہذا یہ حقیقی جھلک ان کی تحریروں میں دکھائی دیتی ہے جبکہ رشید حسن خاں کا $\#$ از یہ دہ کاٹ دار ہو جاتا ہے اور وہ ای۔ مثالی صورت حال کے پیش کار کے طور پر A آتے ہیں۔
- درجہ 2 لائکات اور موازنے سے ہم یہ نتیجہ $\#$ کر h ہیں کہ رشید حسن خاں نے اردو تحقیق کو جو اصول دیے ہیں ان پر خود بھی عمل کیا ہے اور نو آموز محققین کے لیے ای۔ لائحہ عمل بھی مرتب کر ڈیا ہے جس کی مدد سے وہ تحقیق کی راہ دشوار کو آسان بنا h ہیں۔ بلاشبہ رشید حسن خاں تحقیق کے ای۔ منفرد اور دہنگ محقق ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ جگلن*۔ تھ آزاد، رشید حسن خاں۔ حیات اور ادبی: مات مشمولہ خصوصی شمارہ کتاب لکھنؤ اطہر فاروقی، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جولائی ۲۰۰۲ء، ص ۲۳

۲۔ عبدالمجید*۔ دی بحوالہ کتاب، ص ۴۴ ۳۔ فیض احمد فیض، مضمون تلاش و تعبیر، دلی اردو اکادمی، ۱۹۸۸ء، ص ۹۷

۴۔ رشید حسن خاں، ادبی تحقیق۔ مسائل اور تجزیہ، لاہور: نیو ایج پبلشرز، ۱۹۹۸ء، ص ۷

۵۔ ایضاً، ص ۹، ۱۰	۶۔ ایضاً، ص ۱۰	۷۔ ایضاً، ص ۷
۸۔ ایضاً، ص ۱۶	۹۔ ایضاً، ص ۲۹	۱۰۔ ایضاً، ص ۱۱
۱۱۔ ایضاً، ص ۱۲	۱۲۔ ایضاً، ص ۱۳	۱۳۔ ایضاً، ص ۱۴
۱۴۔ ایضاً، ص ۴۵	۱۵۔ ایضاً، ص ۱۴	۱۶۔ ایضاً، ص ۱۶
۱۷۔ ایضاً، ص ۴۲	۱۸۔ ایضاً، ص ۶۱	۱۹۔ ایضاً، ص ۷۷
۲۰۔ ایضاً، ص ۱۱	۲۱۔ ایضاً، ص ۴۶	۲۲۔ ایضاً، ص ۵۶
۲۳۔ ایضاً، ص ۶۱	۲۴۔ ایضاً، ص ۷۷	۲۵۔ ایضاً، ص ۷۷
۲۶۔ ایضاً، ص ۷۷	۲۷۔ ایضاً، ص ۷۹	۲۸۔ ایضاً، ص ۸۳
۲۹۔ ایضاً، ص ۸۳	۳۰۔ ایضاً، ص ۸۴	۳۱۔ ایضاً، ص ۹۵
۳۲۔ ایضاً، ص ۱۰۰	۳۳۔ ایضاً، ص ۱۵۱	۳۴۔ ایضاً، ص ۱۶۹
۳۵۔ ایضاً، ص ۲۱۸، ۲۱۹، ۳۶	ایضاً، ص ۲۵۸	۳۷۔ ایضاً، ص ۲۸۲
۳۸۔ ایضاً، ص ۲۸۳	۳۹۔ ایضاً، ص ۲۸۳	۴۰۔ ایضاً، ص ۱۹
۴۱۔ ایضاً، ص ۶۸	۴۲۔ ایضاً، ص ۶۹	۴۳۔ ایضاً، ص ۷۲
۴۴۔ ایضاً، ص ۵۸	۴۵۔ ایضاً، ص ۶۲	۴۶۔ ایضاً، ص ۶۰
۴۷۔ ایضاً، ص ۶۳		